

جاہے۔ مسلمانوں کی مظلومیت اور مغرب کی لگاتار اور بے حیا چیرہ دستیوں نے ایک عجیب قسم کی برخود غلط سوچ پیدا کر دی ہے، جو ہمارے لئے ایک مشکل مسئلہ بن رہی ہے۔ اسلام کے یہ نادان دوست اسلاموفوبیا پھیلانے والوں اور صیہونیت اور صلیبیت کی نہایت بیش بہا خدمت انجام دے رہے ہیں۔

اسلاموفوبیا کی خدمت:

کچھ لوگ دینی حمیت و صلابت کے نہایت پسندیدہ جذبے سے ایسی تعبیرات پر اصرار کرتے ہیں جو اسلام اور مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچانے والی ہوتی ہیں۔ آپ ذرا سوچئے! یہ بات کہ اگر ہمارے پاس قدرت ہوگی تو ہم دنیا کی ہر قوم کو اس حق سے محروم کر دیں گے کہ وہ اپنے اوپر اپنی پسند اور اپنی قوم کی حکومت قائم کرے۔ وہ یا تو اسام قبول کرے ورنہ اس کو ہماری حکومت کے تحت رہنا ہو گا نیز مسلمانوں کے لیے کیسا خوف زدہ کرنے والا تصور ہے۔ جہاد کی یہ تعبیر مشرق و مغرب کی تمام قوموں کو اسلام اور مسلمانوں کی دشمنی پر متحد کر رہی ہے۔ اور مختلف مسلم دشمن لابیوں کو اس کا سامان فراہم کر رہی ہے کہ وہ دنیا کی مختلف قوموں کو یہ باور کرائیں کہ مسلمان واقعہً ایسا خطرہ ہیں کہ ان کو ویسے ہی دبا کر رکھنا ضروری ہے جس طرح امریکہ و اسرائیل کے زیر قیادت دنیا میں اس وقت ان کو رکھا جا رہا ہے۔

آخری بات:

اس خاص پہلو پر فوری غور کی اس لیے شدید ضرورت ہے کہ بظاہر دنیا میں قیادت اور پالیسی کی بڑی تبدیلیاں قریب ہیں۔ بلکہ مغرب پورے طور پر آگاہ ہے کہ ان تبدیلیوں کی قوت اور رفتار ایسی ہے کہ اب ان کو روکنا کسی کے لیے ممکن نہیں۔ جدید دنیا کی قیادت اور سیاسی ثقل کا مرکز امریکہ اور مغربی یورپ سے جنوبی ایشیا منتقل ہو رہا ہے۔ نئی قیادت اپنے مصالح کے مطابق یقیناً نئی پالیسیاں بنائے گی۔ امریکہ اور اسرائیل اس وقت جدید قیادت کو اسلام سے خوف دنا کر اپنی پالیسیوں کی بقا اور مفادات کے تحفظ کے لیے کوشش کر رہے ہیں۔ ان کی کوشش ہوگی کہ وہ دنیا کی نئی قیادت کو پھر سے مسلمانوں سے اسی طرح متفر کر دیں جس طرح جانے والی قیادت کو لگاتار ایک خاص نفسیاتی کیفیت میں رہا رہا گیا۔ اگر اس کر دہ دنیا میں اور اس کے نئے سیاسی ذہن میں بھی وہی اسلاموفوبیا اور اسلام دشمنی باقی رہی تو نتیجہ بدہنگامی نئی دنیا میں دعوت اور امن و انصاف دونوں کے امکانات کو کھودیں گے۔

شاید کہ اثر جائے ترے دل میں مری بات۔

اللہ سے دعا ہے کہ یہ باتیں وہاں پہنچ جائیں جہاں ان کے پہنچنے سے اصل فائدہ ہو سکے۔



عشق الہی اور اس کے تقاضے

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد عن ابی در قال خرج علينا رسول الله ﷺ قال اتدرون ای الاعمال احب الی الله قال قائل الصلوة والزکوة وقال قائل الجهاد قال النبی ﷺ ان احب الاعمال الی الله تعالی الحب فی الله والبغض فی الله (رواه احمد و ابو داؤد) ترجمہ: حضرت ابی ذرؓ سے روایت ہے کہ ایک روز آنحضرت ﷺ (اپنے کمرہ مبارک سے) نکل کر (مسجد نبوی ﷺ) میں ہمارے پاس تشریف لا کر (ہم سے سوالیہ انداز میں پوچھا) کیا تم جانتے ہو اللہ کے نزدیک سب سے محبوب ترین عمل کون سا ہے، کسی ایک کہنے والے نے کہا نماز یا روزہ یا زکوٰۃ ایک اور صحابی نے کہا جہاد حضور ﷺ نے فرمایا خدا کی رضا اور خوشنودی کے لئے کسی سے محبت کرنا اور اللہ کی رضا اور خوشنودی کی خاطر کسی سے بغض و عداوت اور نفرت کرنا ہے۔

معاصی کا صدور:

اللہ رب العالمین نے انسان میں جو صفات پیدا فرمائے اگر صفت قابل تعریف ہے تو اس کے ساتھ اسی الفت کی ضد بھی پیدا فرمائی۔ مثلاً غصے کا آنا ہر انسان میں موجود ہے۔ اس کے ساتھ صفت صبر، حلم و بردباری سے بھی انسان کو نوازا گیا لیکن ہر ایک کے بروئے کار لانے کے اپنے اپنے مواقع اور محل ہیں۔ مگر اللہ کی ذات اور اس کے محبوب ﷺ کی عظمت احکامات الہی اور شعائر اسلام وغیرہ (معاذ اللہ) میں کمی اور توہین کا کوئی ارادہ کرے تو ایک مسلمان کی غیرت و حمیت کا تقاضا ہے کہ خلاف شرع حرکت کرنے والے شخص کے لئے اس کا جذبہ غیض و غضب اور نفرت کے معاملے کا ظہور ہو، شریعت مطہرہ نے جہاں یا جس فرد سے منکرات معاصی کا صدور ہو اس شخص یا جگہ سے نفرت اور براءت کرنے کا حکم دیا ہے، کیونکہ برائیوں اور مالک کائنات کے احکامات کی نافرمانی دیکھ کر اس پر خاموشی اور مدافعت اختیار کرنا منع ہے۔ خطرہ ہے کہ ایسے اعمال پر چشم پوشی اختیار کرنے والا کہیں اس کے ساتھ شریک عذاب نہ ہو جائے۔

نبی عن المنکر کے طریقے:

گناہگار کو گناہوں سے منع کرنے کے تین طریقے آنحضرت ﷺ نے اپنے فرمان مبارک میں ذکر کئے ہیں جن کا اکثر و بیشتر آپ حضرات کے سامنے ذکر کرتا رہتا ہوں۔ جس میں سب سے کم تر درجہ یہ ہے کہ ایسے شخص سے اس

کے بد عمل ہونے کی وجہ سے دل میں نفرت کیا جائے، اسکے مقابلے میں صبر ہے کہ کسی کی عزت یا ذاتی مفادات میں کسی بیشی ہونے کی صورت میں شیطان اسے مجبور کر دے کہ نفرت اور غصہ ا۔ دوسرے کے مرنے مارنے پر آمادہ کر دے، یہی وہ موقع ہے کہ حلم غالب آ کر والعافین عن الناس کا مصداق بن جائے تو دین اور معاشرہ کی نظروں میں صابرین کے اعلیٰ مقام پر فائز ہو جاتا ہے۔ یہی کیفیت محبت اور عداوت کی بھی ہے،

انس کے معنی:

انسان کا لفظ انس سے بنا ہے جس کے معنی محبت کے ہیں، ہر انسان میں محبت کا پایا جانا موجود ہے۔ کوئی مال و دولت کی محبت میں گرفتار ہے تو کوئی حسن و جمال کا دلدادہ ہے،

محبوب دو عالم ﷺ اور صلحاء سے محبت:

ایسے خوش نصیب بھی اس دنیا میں موجود ہیں جن کی محبت کی حقیقی جزیں اللہ، اسکے محبوب ﷺ، صحابہ کرام علماء صلحا اور اہل اللہ ہی سے وابستہ ہیں، اگر عداوت ہے وہ بھی صرف ان لوگوں سے ہے جو ان کے محبوب یعنی اللہ جل جلالہ، اس کے رسول، ان کے احکامات کے نافرمان اور دشمن ہیں۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ نہ کیا جائے کہ اللہ و رسول سے محبت کے ہوتے ہوئے کسی اور سے محبت منع ہے اگر اپنے نفس سے محبت ہے تو اس کا حکم بھی اللہ تعالیٰ نے دیا ہے، اہل و میال سے محبت ہے، حال کمائی کا شوق ہے یہ بھی رسول برحق کی عین اطاعت ہے۔ محبوب کے ہر حکم کی بجا آوری محبوب سے محبت کی دلیل ہے، ایک زندہ انسان کو دنیا میں رہنے کیلئے جائز تعلقات اور محبتوں کے بغیر وقت گزارنا ممکن ہی نہیں۔ شرط یہ ہے کہ ان خصلتوں کا تعلق صرف ان چند روزہ زندگی تک ہی رکھا جائے کہیں ایسا نہ ہو کہ ان فانی محبتوں کے لئے اللہ کی محبت کو قربان کیا جائے۔

اللہ کے نزدیک محبوب عمل:

یہی وجہ ہے کہ خطبہ کے ابتداء میں ذکر کردہ حدیث میں آنحضرت ﷺ نے اللہ کے نزدیک سب سے محبوب عمل اللہ کے واسطے محبت اور اللہ کے واسطے بغض و نفرت قرار دیا، نماز زکوٰۃ اور جہاد سے بھی بہتر قرار دینے کا یہ مطلب نہیں کہ یہ عبادات و اعمال افضلیت اور محبوبیت میں بلکہ یہ مبارک اعمال صدق دل اور اخلاص سے وہ شخص ادا کرے گا جس کا دل صحیح طور پر اللہ، رسول اور اس کے متبعین کے محبت سے معمور اور منور ہوگا، ان عبادات سے محبت بھی اسی وجہ سے ہوگی کہ اس کے محبوب کے احکامات کی تعمیل ہے، حب فی اللہ اور بغض فی اللہ اور وہ عداوت، عداوت حسنہ ہے نہ سستی نہ جواز اللہ کے رضا مندی کے لئے نہ ہو۔

مسلمان کا حق:

ہمیں اگر کسی کا www.rasailojaraid.com چاہئے، کہ ہمارے محبوب ﷺ کا نام

اور مرنے والے سے تعلق بھی اس بناء پر ہے کہ وہ اللہ کا برگزیدہ بندہ ہے، اس لہجے تعلق و محبت کی بناء پر مسلمان کے دوسرے مسلمان پر جو حقوق ہیں ان میں سے ایک اس کے جنازہ میں شرکت ہے۔ جس کی ادائیگی کر رہا ہے جب مسلمان کی عیادت رتن ہو تو نیت یہی ہو کہ کہ آقا ﷺ نے جو حقوق مسلمان کے بیان فرمائے ہیں، ان میں سے ایک مریض کی عیادت ہے جو خالصۃ اللہ و رسول کی خوشنودی و رضا کے لئے ہونے کہ اپنی حاضری لگانے یا دینیو اغراض کے حصول کے لئے۔

پیار پرسی کا ثواب اسی سلسلہ میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے۔

وعن ابی ہریرہ ان النبی ﷺ قال اذا عاد المسلم اخاه او زاره قال اللہ تعالیٰ طبت وطاب ممشاک وتبوات من الجنة منزلا (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ آنحضرت ﷺ سے روایت کر رہے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب کوئی مسلمان اپنے دوسرے مسلمان بھائی کی پیار پرسی یا ملاقات کی خاطر اس کے پاس جاتا ہے تو رب کائنات فرماتے ہیں (دنیا و آخرت میں) تیری زندگی خوشنود بہتر ہو۔ (اللہ نے یہاں آنے کی جو ہمت و قوت نصیب فرمائی۔)

ہر قدم پر تجھے ثواب ملا (اور اس عمل کی وجہ سے) جنت میں بہت بڑھی اور عالی شان جگہ بھی مل گئی۔

اللہ کی رحمت کا یہ عالم اور ہماری غفلت کی حالت یہ کہ اگر کوئی کسی مسلمان کی عیادت یا جنازہ میں شرکت کی دعوت دے تو پہلے پوچھتے ہیں کہ مریض یا میت کون ہیں۔ اگر واقف ہے یا اسی سے کوئی دینیو تعلق وابستہ ہو یا رہا ہو تو اس کے ساتھ اس بابرکت عمل میں اپنے یا دوسرے کی خوشنودی کی خاطر شریک عمل ہو جاتے ہیں اگر واقفیت نہ ہو یا کوئی دینیو رشتہ نہ ہو تو معذرت کر جاتے ہیں۔ بڑی ڈھٹائی سے کہہ دیتے ہیں کہ فلاں مسلمان میرا واقف نہیں کہ گویا یہ ہمارا تعلق اللہ کی ذات کے واسطے سے نہیں بلکہ سارا رشتہ و ناٹھ اپنے ذات اور مفاد کے ارد گرد گھومتا ہے۔ زیادہ اجر و ثواب تو وہاں ہے جہاں لہجے تعلق و محبت ہو۔

طالب جنت کے لئے سعی:

محترم حضرات آپ کو اندازہ ہے کہ اس جنت کی وجہ سے ہم لوگ کتنے عظیم اجر و ثواب سے اپنی کوتاہی کی وجہ سے محروم ہو جاتے ہیں۔ ہم میں سے جنت کی طلب تو ہر مسلمان کی ہے مگر طلب کے ساتھ شرط یہ ہے کہ جنت کے حاصل کرنے کے ذرائع رو بہ عمل لائے جائیں۔ یہی جگہ اللہ تو غفور و رحیم ہیں انسان اپنے طاقت کے مطابق اللہ کے راضی ہونے کا مظاہرہ کرے پھر اللہ کے رحمت کی شان دیکھیں کہ وہ تو بخشے کیلئے بہانہ چاہتے ہیں فوراً معافی سے نواز کر کائناتوں کو نیکیوں سے تبدیل کر دیتے ہیں۔

صحبت کا اثر:

اللہ کے لئے محبت کا اظہار تب ہوگا کہ مسلمان کا انھن بیٹھنا، رہنا سہنا بھی اللہ کے محبوب لوگوں کے ساتھ ہو ایک موقع پر سرکارِ دو عالم صلعم نے ایک صحابی کے جواب میں فرمایا

دع عن عبد اللہ بن مسعود قال جاء رجل الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله كيف تقول في رجل احب قوما ولم يلحق بهم فقال المراء من احب (روی بخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہو کر سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ اس فرد کے بارہ میں آپ کی کیا رائے ہے جو کسی جماعت یعنی علماء، اقلیاء، صلحاء اور دیندار لوگوں سے محبت رکھتا ہوں حالانکہ اس کی ملاقات ان سے نہ ہوئی ہو انبیاء کے سردار ﷺ نے فرمایا (قیامت کے روز) انبیاء اور دینداروں سے محبت رکھنے والے اپنے ان (محبوبین) کے ساتھ ہونگے۔

صحابہ کا عشق نبوی ﷺ:

مقام حاضرین صحابی حضور سے محبت کی حالت یہ تھی کہ جنت میں آنحضرت کے دیدار کے بغیر ان کو جنت میں جانا بھی پسند نہ تھا۔ ایک صحابی عرض کرنے لگا یا رسول اللہ صلعم آپ کا مقام تو جنت میں بہت اعلیٰ اور بلند ہوگا اور ہم بھی اگر جنت پہنچ گئے ظاہر ہے ہمارا مقام آپ کے برابر نہیں ہو سکتا۔ آپ کے دیدار سے محروم رہیں گے سراپائے رحمت صلعم نے قرآن کی آیت ولکم فیہا ما تشہی انفسکم یعنی جنت میں آپ لوگ جس چیز کی تمنا کریں گے تم کو ضرور ملے گی تلاوت فرمائی۔ اگر کسی کی یہ آرزو ہو کہ جنت میں ہر وقت حضور سے شرف ملاقات اور رفاقت سے باز یاب ہو یہ خواہش بھی پوری ہوگی۔ اللہ تو قادر مطلق ہے ہر وہ کام جو ہم ضعفاء کے نظروں میں ناممکن ہے اللہ کے ایک گن سے ہر ناممکن ممکن ہو کر ظاہری صورت اختیار کر جاتا ہے یہ بھی عقل کے لحاظ سے ناممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ جنتی کو ایسی نظردت عطا فرمائے جسکے ذریعے وہ حضور ﷺ سے مرتبہ کے لحاظ سے کم ہونے کے باوجود بھی درمیانی رکاوٹیں ہٹ کر اپنے محبوب صلعم کا مشاہدہ کر سکیں گے۔ حضور ﷺ کے اس جواب کے بعد صحابی کی بے چینی دور ہو کر اطمینان حاصل ہوا۔ اللہ کے حکم کی بجا آوری کے لئے آپس میں محبت کرنے والے اگر دو ایسے جگہوں پر ہوں جن کے درمیان ہزاروں میل کا فاصلہ ہو ان کو رب العزت قیامت کے روز آپس میں ملا دیں گے۔

اللہ کے لئے محبت کا نتیجہ:

رحمۃ للعالمین صلعم کا ارشاد ہے وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ لو ان عبدین تحادا فی اللہ عزوجل واحد فی المشرق والآخر فی المغرب اجتمع لہ بیہما یوم القیامۃ یقول ہذا

لذی كنت تحبه لى (روى البيهقى)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کر رہے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب دو مسلمان اللہ کی رضا مندی کیلئے محبت کرتے ہیں حالانکہ یہ دونوں دنیاوی فاصلہ کے اعتبار سے ایک دنیا کے مشرق میں اور دوسرا مغرب میں رہتا ہے۔ رب کائنات ان دونوں کی ملاقات کروادیں گے تاکہ ان کا آپ میں تعارف ہو جائے کہ وہ فرد ہے جس سے تو نے دنیا میں صرف میری خوشنودی کی خاطر محبت کا رشتہ قائم رکھا۔

کیا یہی عجب و غریب انعامات و اعزازات ہیں ان قسمت والے مسلمانوں کیلئے جنہوں نے اپنے دوستی کیلئے معیار یہ رکھا ہو کہ دوستی ان لوگوں سے رکھنی ہے جن کے تعلق کا حکم اللہ نے دے رکھا ہے اور بعض ان لوگوں سے کرنی ہے جن سے قطع تعلق کا بھی اسی کا ہے۔ حضرت امامہ ایک حدیث آنحضرت ﷺ سے روایت کر رہے ہیں کہ جس مسلمان نے ایک مسلمان سے خالص اپنے مالک و خالق کے خوشنودی کو پیش نظر رکھ کر محبت کی تو اس نے حقیقت میں اپنے رب العالمین کی عزت اور تکریم کی۔ پھر اس کا اجر و صلہ جو ان کو ملے گا وہ بھی قابل رشک ہے کہ قیامت کے دن ایسے تعلق رکھنے والوں کیلئے رب کائنات ایسے نور کے منبر عطا فرمائیں۔ جن کا تصور بھی اس فانی دنیا میں ناممکن ہے صرف اسی پر اکتفا نہیں بلکہ جیسے پہلے ایک حدیث کے ضمن میں عرض کر چکا ہوں کہ جو انسان اللہ کی رضا کی خاطر دوسرے انسان سے ملنے کیلئے روانہ ہوا اللہ تعالیٰ تین عظیم انعامات سے نوازتے ہیں اور راز کے پیچھے بطور اعزاز و اکرام ستر ہزار فرشتے روانہ ہو کر دعا دیتے ہیں کہ یا اللہ مسلمان صرف آپ کی رضا کی خاطر ایک دوسرے مسلمان کی زیارت کیلئے روانہ ہے اسے اپنے آغوش رحمت میں جگہ نصیب فرما اور پھر آپ کو معلوم ہے کہ فرشتوں جیسے پاک مخلوق کے دعوات کے قبول نہ ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

محبت و عداوت رضائے الہی کی خاطر: مختصر دو سنتو جب محبت و عداوت کا انحصار صرف اللہ کی رضا ہو جائے۔ تو ان دونوں صفات کے مقابلہ دنیا کی قیمتی اور محبوب ترین شے بھی رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ صحابہ کرام نے عملی طور پر اس کے ایسے ثبوت دئے۔ جن کو سن کر بڑے بڑے اپنے آپ کو عقل کل سمجھنے والے حیران رہ جاتے ہیں۔ کہ یا اللہ یہ کیسے عجیب اور ایمان کے بکے مسلمان تھے کہ اللہ کے ایک ایک حکم پر عمل کرنے کیلئے انہوں نے نہ خونی رشتوں کی پرواہ کی اور نہ مال و دولت اور عہدہ و اقتدار کی۔

منافق اعظم کا بعض باطن: عبد اللہ ابن ابی کا نام آپ حضرات سنتے رہتے ہیں مدینہ منورہ کا رہنے والا بظاہر مسلمان، باطن میں سب سے بڑا منافق مسلمانوں میں شامل ہو کر کوئی موقع مسلمان کو نقصان دینے سے نہ کتراتا۔ اگر کے سرشت اور غیر میں اسلام اور مسلمانوں کی ہمت کو برباد کر رہی تھی۔ مسلمانوں کو بدنام اور ضرر پہنچانے کوئی

ہاتھ سے جانے نہ دیتا۔ ایک سفر کے موقع دو مسلمان کسی بات پر آپس میں لڑ پڑے۔ ایک مدینہ ہجرت کرنے والا مہاجر دوسرا مدینہ کا رہائشی انصار تھا۔ ابن ابی کو مسلمانوں میں افتراق پیدا کرنے کا موقع ہاتھ آیا فوراً کہنے لگا اگر ہم مدینہ کے اصلی باشندے ان بے یار و مددگار باہر سے آنے والے مسلمانوں کو جگہ نہ دیتے تو آج ان کو ایک مقامی فرد سے بھگڑنے کی جرات نہ ہوتی۔ خوب زہرا لگا۔ آخر میں یہ کہنے لگا ”لئن رجعنا الی المدینۃ لیخربنہا الا عزہا الا ذل“ ترجمہ: البتہ اگر ہم پھر واپس گئے مدینہ کو تو جن کے اقتدار کا مدینہ شہر میں زور ہے کمزور لوگوں کو مدینہ سے نکال دیں گے۔ اپنے آپ اور اپنے ہموار منافقوں کو عزت دار اقتدار والے کہا اور نعوذ باللہ آنحضرت صلیم کے جان نثار ساتھیوں اور صحابہ کو ذلیل کہا۔

اللہ اور اللہ کے رسول معزز: اس جیلے کا ابی ابن سلول کے بیٹے حضرت عبداللہ بن عبداللہ کو معلوم ہوا۔ وہ حضور ﷺ پر اپنے جان کو قربان کرنے والے اسلامی احکامات کے عمل پر اٹھلے مسلمان تھے۔ اسکی غیرت ایمانی سے مہاجرین اور صحابہ کے بارہ میں باپ کا یہ جملہ برداشت نہ ہو سکا مدینہ کو جب واپسی شروع ہوئی۔ تلوار ہاتھ میں لے کر مدینہ کے دروازہ پر باپ کے انتظار میں کھڑا ہو گیا۔ جب دروازہ سے باپ کا گزر ہونے لگا۔ اسے روک کر فرمایا تم نے رسول اللہ ﷺ اور اس کے مخلص ساتھیوں کے حق میں جو توہین آمیز کلمات کہے ہیں جب تک ان سے رجوع اور یہ اقرار نہ کرو کہ میں اور میرے ساتھی ذلیل اور آنحضرت ﷺ اور اسکے رفقاء معزز ہیں زندہ مدینہ میں داخل ہونے نہ دوں گا۔ اب ابی کے لئے دورا سے تھے۔ ایک موت جو اسکے سامنے کھڑی تھی دوسرا اپنے آپ کو ذلیل کہنا اور سرور کائنات اور ان کے صحابہ مہاجرین کو عزت دار لوگ۔ چنانچہ اس نے موت کے خوف سے اقرار کیا کہ ہم مکینہ اور مسلمان باعزت شخصیات ہیں۔ جب اپنے شہر میں اسے داخلہ کی اجازت ملی یہ ہے حب نبی اللہ اور عداوت فی اللہ کا جذبہ کہ اللہ و رسول کی ناموس کی خاطر بیٹے کی نظر میں باپ ہونے کے خوئی رشتہ کی وقعت بھی ختم ہو جاتی ہے۔ محبت و عداوت میں جب کسی ایک کو منتخب کرنے کا موقع آیا تو اسلامی للھی محبت کو ترجیح دی۔

ذاتی جذبہ انتقام کی وجہ سے درگزر: غالباً ایک معرکہ میں شیر خدا علی المرتضیٰ کا ایک کافر سے آمنا سامنا ہوا۔ آپس میں دست و گریبان ہو کر کافر کو حضرت علی نے زمین پر پٹخ کر اس کے سینہ پر بیٹھ گئے فخر نکال کر کافر کو وارد جہنم کر رہے تھے کہ کافر نے (نعوذ باللہ) نیچے سے حضرت علیؑ کے چہرہ اقدس پر تھوکنے کی ناپاک کوشش کی۔ کافر کے اس حرکت سے فوراً حضرت علیؑ اسکے سینہ سے ہٹ کر فخر واپس اپنی جگہ رکھ دیا۔ کافر کے پوچھنے پر آپ نے فرمایا۔ جس عداوت کی وجہ سے میں تمہیں مار رہا تھا وہ اللہ کے حکم کے خالفہ وجہ اللہ تھا۔ اب تمہارے میرے چہرہ پر تھوکنے سے یہ شبہ پیدا ہو سکتا ہے کہ تمہارے اس ہتک سے تمہیں مارنے میں کہیں میرا ذاتی جذبہ انتقام شامل ہو کر عداوت فی اللہ کا روح باقی نہ رہے جس